ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

مرشدی و مولائی حضرت مدنیؒ کے حضور میں

عقیدت کے پھول

حافظ محمد رفیق
ارشد
نجیب آبادی

مرسلہ محمد مجتبیٰ خان
صاحب ۸۰ سی بلاک
ماڈل ٹاؤن - لاہور

ابھی دے کے آئے ہیں درسِ شریعت
بڑھا کر دوکانِ رسوماتِ بدعت
تھکن جسمِ پاکیزہ پر چھا گئی ہے

وہ غازی، نہ جس کے قدم ڈگمگائے
وہ بجلی جو انگریز کا گھر جلائے
وہ آواز جو سب کو چونکا گئی ہے

وہ صدیق اکبرؓ کی مہرِ صداقت
وہ عثمان غنیؓ کا نشانِ سخاوت
وہ ہستی جو ملّت کے کام آگئی ہے

وہ اک چلتی پھرتی محبت کی دُنیا
ولایت کی دُنیا طریقت کی دُنیا
وہ دُنیا جو دُنیا سے ٹکرا گئی ہے

غزالیؒ کا آئینہ دار اللہ اللہ:
وہ صابرؒ کا صبر و قرار اللہ اللہ
جسے منزلِ غم بھی راس آگئی ہے

وہ امدادؒ کا جانشیں سو رہا ہے
رشیدیؒ مکاں کا مکیں سو رہا ہے
نہ چھیڑ اے صبا ان کو نیند آگئی ہے

ہر اک طالب علم و فن کو بھی چھوڑا
تصوّف کے رنگیں چمن کو بھی چھوڑا
اجل جانے کیا ان کو سمجھا گئی ہے

ابھی عمر صد سالہ پا کر تو سوتے
یہ غفلت کے پردے اٹھا کر تو سوتے
یہ کیوں آج بے وقت نیند آگئی ہے

کرم گستر و غمگسار اُس کی ہستی
دوائے دلِ بیقرار اُس کی ہستی
اسے خدمتِ خلق ہی بھا گئی ہے

نہ چھیڑو کہ شیخؒ ہو گئے حق سے واصل
نہ روؤ کہ وہ پا گئے اپنا حاصل
سحر مجھ کو ارشدؔ یہ بتلا گئی ہے

بسا کر دلوں میں محمدؐ کی عظمت
مٹا کر وطن سے غلاموں کی لعنت
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

وہ ہمّت جو طوفان میں مسکرائے
وہ پنجہ جو ظالم کی گردن دبائے
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

وہ فاروقِ اعظمؓ کا عکسِ جلالت
وہ حیدرؓ کے بازو کا نقشِ شجاعت
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

سراسر وہ حُسن واخوت کی دُنیا
وہ خالدؓ کے ذوقِ شہادت کی دُنیا
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

وہ رازیؒ کے دل کی پکار اللہ اللہ
وہ محمودؒ کی یادگار اللہ اللہ
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

وہ قاسمؒ کا علمِ یقیں سو رہا ہے
وہ جانباز زیرِ زمیں سو رہا ہے
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

رہا جس سے پیار اس وطن کو بھی چھوڑا
تڑپتا ہوا انجمن کو بھی چھوڑا
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

کچھ اور اپنے جلوے دکھا کر تو سوتے
جو سوتے ہیں ان کو جگا کر تو سوتے
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

مجسم پیار ہی پیار اُس کی ہستی
ہر اک کے لئے خاکسار اُس کی ہستی
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

نہ تڑپو، انہیں مل گئی ان کی منزل
نہیں کوئی غم ان کی راہوں میں حائل
جگاؤ نہ حضرتؒ کو نیند آگئی ہے

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۴ شوال المکرم سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق یکم اپریل سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۴۶

یوم پاکستان

برصغیر ہند و پاکستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں ۲۳ مارچ کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء کے دن لاہور کے اقبال پارک میں مسلمانوں کے ایک تاریخی اجلاس میں قرارداد پاکستان پاس کی گئی۔ اس قرارداد کے ذریعہ مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ایک علیحدہ خطۂ زمین چاہتے ہیں۔ جس میں وہ اسلامی روایات تہذیب اور تمدن کو زندہ کر کے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں۔

اس تاریخی قرارداد پاکستان کو منظور ہوئے ابھی سات سال ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو ایک ایسا خطۂ زمین عطا فرما دیا۔ جس میں وہ اگر چاہیں تو صحیح معنوں میں مسلمان بن کر مثالی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ تقریباً تیرہ سال میں جس وعدے پر اللہ تعالےٰ سے پاکستان مانگا تھا۔ وہ ہم نے پورا نہیں کیا۔ گویا کہ ہم اس مصرعہ کے پوری طرح مصداق ہیں ؎

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا

بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پاکستان بننے کے بعد اس ملک میں مسلمانوں کی حالت پہلے سے بھی زیادہ بگڑ گئی ہے۔ نیکی کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا تو درکنار مسلمان کھُلم کھلا بُرائی کا دلدادہ ہو چکا ہے۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حرام خوری کے باعث برائی مسلمان کی گھٹی میں رچ چکی ہوئی ہے۔ برائی کے اس گڑھے سے اس کو نکالنے کے لئے بہت محنت درکار ہے۔ ہماری رائے میں دینی اداروں اور حکومت دونوں کو مل کر جدوجہد کرنی چاہیئے دینی ادارے وعظ و نصیحت کے ذریعہ کتاب و سنت کی روشنی عوام تک پہنچائیں۔ اور حکومت قانون کے ذریعہ نیکی کو رائج کرنے اور بُرائی کا انسداد کرنے کی پوری کوشش کرے۔ پہلی حکومتوں کے متعلق تو اکثر کہا جاتا تھا کہ وہ خود غرض اور نا اہل تھیں۔ لیکن ہماری موجودہ حکومت تو ان کمزوریوں سے پاک ہونے کی دعویدار ہے۔ اسے عنان حکومت سنبھالے ہوئے دو سال کے قریب ہونے والے ہیں۔ اس عرصہ میں زعمائے حکومت ہمیں وعظ و نصیحت کے ذریعہ اسلام کی خوبیوں سے تو آشنا کرتے رہے ہیں۔ مگر اب تک کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا۔

اس سال یوم پاکستان کے موقعہ پر اقبال پارک میں تقریباً پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک تاریخی یادگار قائم کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اور ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کو گورنر مغربی پاکستان نے اس یادگار کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقعہ پر گورنر مغربی پاکستان نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس یادگار کے نقشہ کو دیکھ کر میں امید کرتا ہوں کہ جب یہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی تو یہ نہ صرف اسلامی فن تعمیر ہی کی ایک نادر مثال ہوگی۔ بلکہ ہماری موجودہ حکومت کے اس عزم صمیم کا مظہر بھی ہوگی۔ جس نے پاکستان کے باشندوں میں ترقی اور بلند پروازی کی ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اس تاریخی یادگار کی تعمیر سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ایسی یادگاریں واقعی اپنے اندر اسلاف کے کارناموں کی جھلک رکھتی ہیں اور آنے والی نسلوں کو زندگی کا ایک نیا پیغام دیتی ہیں۔ لیکن ہم حکومت سے یہ کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی یادگاروں پر ہی اکتفا کر لینا زندہ قوموں کے شایان شان نہیں۔ اس کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ہم نے جس مقصد کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کو نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ ہمیں معاف کیا جائے اگر ہم یہ کہیں کہ پورے بیس سال تک اس مقصد کو نظر انداز کیا جا چکا ہے۔ (یعنی سنہ ۱۹۴۰ء سے لے کر سنہ ۱۹۴۷ء تک۔ اور اس کے بعد آج تک مسلمانوں نے اسلام کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔)

ہماری خواہش ہے کہ جہاں ہماری موجودہ حکومت نے مادی ترقی کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ وہاں پاکستان کے بنیادی نظریئے کو پُورا کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں۔ ہم عوام اور حکومت دونوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آئیندہ کے لئے یہ عہد کریں کہ ہم مستقبل قریب میں پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک مثالی اسلامی ریاست بنا کر ہی دم لیں گے۔ ہماری دُعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

موسیقی کالج کا قیام

۱۹ فروری سنہ ۱۹۶۰ء کو لاہور میں ایک موسیقی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں بڑے بڑے فوجی اور سول حکام کے علاوہ عوام کی اکثریت نے شرکت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ناچ اور گانے کے کتنے شیدائی ہیں۔ اس کانفرنس کی جو روئداد اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاضرین نے بار بار مطالبہ کیا کہ فلم ایکٹرسوں کو اسٹیج پر لایا جائے۔ جب مطالبہ کی شدت حد سے بڑھ گئی اور کانفرنس کے منتظمین اس مطالبے کو پورا نہ کر سکے۔ تو مجوزہ موسیقی کالج کی ہونے والی پرنسپل نے سٹیج پر آ کر منتظمین کی لاج رکھ لی۔

اس موسیقی کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ملک میں رقص اور موسیقی کی تعلیم کو عام کرنے اور قوم کی بچیوں کو ان فنون کی باقاعدہ تربیت دینے کے لئے ایک کالج قائم کیا جائے۔ ہماری رائے میں اس قسم کے کالجوں کا قیام قوم میں بے حیائی کے فروغ کا سبب بن کر اس کو اور زیادہ اسلام سے برگشتہ کر دے گا۔ ہم موسیقی کالج کے قیام کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ قوم کی معصوم بچیوں کی زندگیاں برباد کرنے کی نحوست کا وبال اپنے سر نہ لے۔ اگر حکومت پروپیگنڈے اور طاقت کے بل بوتے پر رقص و سرود کی تربیت گاہوں کو مسلمانوں پر مسلط کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ تو ہم اسے قیامت کے ہولناک دن کے محاسبہ سے ڈرانے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔ اس دن "طاقت" عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے گی۔

وما علینا الا البلاغ

تپ دق سے مہلک وبا
ناچ گانے اور سینما

خطبۂ یوم الجمعہ مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

دعوت الی القرآن

۱

قرآن مجید نجات کا ذمہ دار ہے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں۔ اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔ اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں

۲

قرآن مجید اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ سورہ ابراہیم ع ۱ - پ ۱۳ - ترجمہ - یہ ایک کتاب ہے۔ ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے

یعنی

قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے مخالف چلنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق چلائے

۳

قرآن مجید کی تاثیر

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ سورہ حشر پ ۲۸ ع ۳ - ترجمہ - اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے جھک کر پھٹ جاتا اور یہ ہم مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ غور کریں۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن مجید سے ہدایت نہیں لیتے ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ پتھر اس کتاب سے اثر پذیر ہو سکتا ہے لیکن ان کے دل اثر نہیں پاتے۔

۴

قرآن مجید کا اتباع کرو گے تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائیگا

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ سورۃ الانعام ع ۲۰ - پ ۸ - ترجمہ - یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس کتاب (یعنی قرآن مجید) کا اتباع کرو اور مخالفت کرنے سے خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ تب تم پر رحم الٰہی ہوگا۔

۵

قرآن شریف سے اعراض کرنیوالوں کیلئے بڑا عذاب ہوگا

سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝ سورۃ الانعام ع ۲۰ پ ۸ ترجمہ - جو لوگ ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث بڑے عذاب کی سزا دیں گے۔

قرآن مجید سب سے پہلے سبق توحید پڑھاتا ہے

۱

وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ سورۃ المائدہ ع ۱۰ پ ۶ ترجمہ - حالانکہ سوائے ایک معبود کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں۔ تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچیگا۔

۲

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ سورۃ المائدہ ع ۳ - پ ۶ - ترجمہ - اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

۳

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۝ سورۃ السباء ع ۳ - پ ۲۲ ترجمہ - کہدو - جن کا اللہ کے سوا تمہیں گھمنڈ ہے انہیں پکارو - وہ نہ تو آسمان ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے

۴

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ سورۃ الاحقاف ع ۲ - پ ۲۶ - ترجمہ - بے شک جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اسی پر جمے رہے۔ پس ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہی بہشتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۵

اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم ع ۵ پ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

کلمہ توحید پڑھنے کے بعد نماز پڑھنے کا حکم

۱

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ)۔ اور نماز پڑھو سورۃ البقرہ ع ۵ پ ۱۔ یعنی نماز التزام سے پڑھو۔ یہ نہ ہو کہ کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی

۲

روزہ رکھنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ ع ۲۳ پ ۲۔ ترجمہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

زکوٰۃ دینے کا حکم

(وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ) البقرہ ع ۵ پ ۱۔

ترجمہ۔ اور زکوٰۃ دو

جس کی ملکیت میں

ہو اُس پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ مثلاً زیور عورت کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ اس لیے جو عورت کے زیور ہوں ان کی زکوٰۃ نکالنا عورت کے ذمہ فرض ہے۔ اگر نہ نکالے تو عورت زکوٰۃ نہ دینے کی ذمہ دار نہ کہ مرد گنہگار ہوگا۔

۴

حج کرنے کا حکم

(وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝) سورۃ آل عمران ع ۱۰ پ ۴۔ ترجمہ اور لوگوں کو اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے۔ جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح

میں مذکورۃ الصدر کاموں کے کرنے کا نام اسلام ہے۔ چنانچہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسلام کی معنی دریافت کی تو آپؐ نے یہی جواب فرمایا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

حدیث شریف

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ الحدیث۔ ترجمہ۔ عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے فرمایا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ہم پر ایک آدمی ظاہر ہوا۔ جو نہایت سفید کپڑوں والا تھا۔ نہایت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ اس پر کوئی سفر کا اثر دیکھا جاتا تھا اور نہ اس کو کوئی آدمی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اپنے دونوں گھٹنوں کو آپؐ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھ دیا اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق اطلاع دیجئے۔ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے اور تحقیق محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو قائم کرے نماز اور تو دے زکوٰۃ۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے اور اگر تجھے طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے (یہ سن کر) فرمایا۔ آپؐ نے ٹھیک فرمایا۔ پھر ہم نے اس پر تعجب کیا۔ آپ سے پوچھتا ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام کے معنی سے واقف نہیں۔ اور جب فرمایا۔ آپ نے سچ فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جانتا تھا۔

قرآن مجید اپنے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے

(اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور عہد پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہوگی۔

معاملات کے متعلق پورا بھرو اور تولو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۴۔ پ ۱۵۔ ترجمہ۔ اور ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے

ورنہ دوزخ میں جاؤ گے

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝) سورہ المطففین۔ ع ۱ پ ۳۰۔ ترجمہ۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ الآیہ۔ سورہ النساء ع ۵ پ ۵۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو۔

یتیموں کا مال ناحق نہ کھاؤ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝) سورۃ النساء ع ۱ پ۴ ترجمہ - بے شک جو لوگ یتیم کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔

تقسیم میراث کے متعلق

(یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ) الآیۃ سورۃ النساء ع ۲ - پ ۴ - ترجمہ - اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

عورتوں کو رواج کے باعث جائداد میں سے حصہ نہ دینا کفر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَخَافُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی جو لوگ لڑکیوں کا حصہ نہیں دیتے اور خود کھا جاتے ہیں۔ ان کے حق میں داخلہ دوزخ کا وعید ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝ سورۃ النساء ع ۱ پ۴ ترجمہ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے

زنا کے قریب نہ جاؤ

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۝) سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ۱۵ ترجمہ - اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

شراب نہ پیو۔ جوا نہ کھیلو۔ اور بت فال کے تیر سب سے بچو

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝) سورہ مائدہ ع ۱۲ پ۷ - اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

قیامت پر ایمان لاؤ

(لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ) الآیہ - سورۃ النساء ع ۱۱ پ۵ ترجمہ - بے شک قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ مسلمان کو قیامت کے دن جمع ہونے میں شک نہیں ہونا چاہیئے۔

نتیجہ

اس عقیدے کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر مسلمان کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں تاکہ اس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اور مسلمانوں کے روبرو ذلیل اور رسوا نہ ہونا پڑے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

کامیاب زندگی والے

ع ۱

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝) سورۃ المومنون ع ۱ پ۱۸ - ترجمہ - بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور جو زکواۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اسکے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہونگے

حاصل

یہ ہے کہ عنوان سابق والی آٹھ شرطیں جس مرد یا عورت میں پائی جائیں گی۔ وہ بہشت میں داخل ہونگے اور وہ شرطیں یہ ہیں پہلی ایمان (ایمان کے معنی پہلے بیان ہو چکے ہیں) دوسری نماز۔ تیسری۔ بیہودہ کاموں سے منہ موڑنیوالے مثلاً مرغے لڑانا۔ کبوتر اڑانا۔ بینڈھے لڑانا۔ سانڈھ لڑانا۔ رنڈیوں کے تماشے کرانا وغیرہ چوتھی شرط زکواۃ ادا کرنا جسکی ملکیت نصاب زکواۃ ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عام طور پر عورتیں اپنے زیورات کی زکواۃ نہیں نکالتیں۔ حالانکہ ان کے زیورات کی زکواۃ نکالنا ان کے ذمہ فرض ہے۔ نہ کہ ان کے مردوں کے ذمہ ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اگر انکی زکواۃ دس روپے نکلتی ہے تو وہ زیور بیچ کر نہ دے۔ بلکہ اپنے مرد سے لے کر ادا کر دے۔ اگرچہ سونے کے ہوں یا چاندی کے ہر سال بازار سے بھاؤ دریافت کر لیں اور جتنا روپیہ واجب الادا ہو زکواۃ ادا کر دیں۔ پانچویں شرط۔ کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے۔ یعنی ناجائز جگہ پر ان کا استعمال نہ کریں۔ چھٹی وہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو امانت رکھیں وہ باقاعدہ ادا کریں۔ یعنی امانتوں کے دینے میں دیر نہ کریں۔ جب کوئی اپنی امانت مانگے فوراً ادا کر دینے والے ساتویں اپنے وعدے کو پورا کرنے والے۔ آٹھویں اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے یعنی ایسے نہ ہوں جو کبھی پڑھ لیں اور کبھی نہ پڑھیں۔

ع ۲

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ
بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً
وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ سورۃ الفرقان ع ۶

پ ۱۹۔ ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں۔ تو کہتے ہیں سلام ہے اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بیشک وہ برا ٹھکانا اور بری قیامگاہ ہے۔ اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے۔ جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے۔ اور جس شخص نے یہ کیا وہ گناہ میں جا پڑا قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گزرتے ہیں اور وہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔

قیامت کے دن کا نقشہ

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ
هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ
اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ
رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا
دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا
بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

سورۃ الحاقۃ ع ۱ پ ۲۹۔ ترجمہ۔ جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا سو وہ کہے گا۔ لو میرا اعمالنامہ پڑھو۔ بیشک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ
فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَ
لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ
الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝
هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝
ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ
ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَّ
لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ لَّا يَاْكُلُهٗٓ
اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ سورۃ الحاقۃ ع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا۔ اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ (کاش وہ موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے۔ اور نہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے مگر زخمیوں کا دھوون۔ اسے سوائے گناہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ پہلا نقشہ بہشتیوں کا ہے اور دوسرا دوزخیوں کا۔ اللہم اعذنا منہ بفضلک و رحمتک یا ارحم الراحمین۔ وما علینا الا البلاغ

مال و دولت

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب میر پور خاص

(۱۳)

جو مسلمان احرام کی حالت میں عارضی طور پر روکنے سے حلال سے رُک سکتا ہے۔ وہ مطلق حرام سے کیونکر نہ رُکے گا۔ بلکہ اس کا خیال بدرجہ اولےٰ کرے گا۔ مثلاً (۱) سود لینا (۲) یتیم کا مال کھانا (۳) لوگوں کا مال ناجائز طور سے کھانا۔

(۱) سُود

سُود مطلق حرام ہے۔

(۱) اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۲۰۵ ع ۳۸) ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اُٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔ یہ حالت انکی اس لئے ہوگی کہ انھوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہے۔ جیسے لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو پہلے لے چکا ہے وہ اُسی کا رہا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لے وہی لوگ دوزخ میں جانیوالے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی منع سے پہلے جو لیا تھا دنیا میں پھروانا نہیں پہنچتا۔ اور آخرت میں اللہ کو اختیار ہے چاہے تو بخشے۔ باقی بعد منع کے جو کوئی لے وہ دوزخی ہے لعد خدا کے حکم کے سامنے عقل کی دلیل لاتی اس کی یہی سزا ہے جو فرمائی (موضح القرآن)

سود خوار کیلئے قیامت کے دن یہ خواری ہے کہ دیوانہ پاگل اور حواس باختہ شخص کی طرح اپنی قبر سے اُٹھے گا اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

دنیا میں سُود بربادی لاتا ہے۔ خیر و برکت مال سے اُٹھ جاتی ہے

(۲) یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ (البقرہ آیت ۲۷۶) ترجمہ۔ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

(۳) وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰہِ (الروم ایت ۳۹) ۔ ترجمہ۔ اور جو سُود پر تم دیتے ہو۔ تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے سو اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا۔

"سُود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے۔۔۔" شیخ الاسلام عثمانیؒ

سود سے باز نہ آنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کی طرف سے جنگ کا اعلان (الٹی میٹم) ہے۔

(۴) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۲۷۸-۲۷۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ باقی سود رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ اگر تم نے نہ چھوڑا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اور اگر توبہ کرلو۔ تو اصل مال تمہارا تمہارے واسطے ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائیگا

اعلان جنگ کی کتنی بڑی زبردست وعید ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اللہ کے رسُول پاک کے مقابلے کون آسکتا ہے؟ سُود سے رکنے کے لئے یہ اعلان کافی ہے۔

یہود کو سُود لینے کی ممانعت تھی وہ سود لینے پر تُلے رہے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَھُمْ وَبِصَدِّھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا ۝ وَّاَخْذِھِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُھُوْا عَنْہُ وَاَکْلِھِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (النساء آیت ۱۶۰ - ۱۶۱) ترجمہ۔ سو یہود کے گناہوں کے سبب سے ہم نے ان پر بہت سی پاک چیزیں حرام کر دیں جو ان پر حلال تھیں اور اس سبب سے کہ اللہ کی راہ سے بہت روکتے تھے اور ان کے سود لینے کے سبب سے حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے اور اس سبب سے کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے اور ان میں جو کافر ہیں ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ یہود کی ایک بد خصلت تھی کہ باوجود قطعی ممانعت کے سُود لیتے تھے۔ اب جو سود لے گا وہ یہود کے نقش قدم پر چلے گا اور دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔ تجارت جیسے فائدہ مند پیشہ کو ترک کرکے سودی کاروبار کرنا کونسی عقلمندی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آل عمران آیت ۱۳۰) ترجمہ۔ اے ایمان والو سود دونے پر دونا مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ چھٹکارا ہو۔

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ تھوڑا سُود لے لیا کرو دونے پر دونا مت لو۔ بات یہ ہے کہ جاہلیت میں سود اسی طرح لیا جاتا تھا۔ جیسے ہمارے یہاں بنئے لیتے ہیں۔ سو روپے دیئے اور سود در سُود بڑھاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ سو روپئے میں ہزاروں روپیہ کی جائدادوں کے مالک بن بیٹھے۔ اسی صورت کو یہاں اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً سے تعبیر فرمایا۔ یعنی اوّل تو سُود مطلق حرام و قبیح اور یہ صورت تو بہت ہی زیادہ شنیع و قبیح ہے۔ جیسے کوئی کہے مسجد میں گالیاں مت بکو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد کے باہر بکنے کی اجازت ہے۔ بلکہ مزید تقبیح و تشنیع کے موقعہ پر ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

(۲) یتیم کا مال

یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ

پرچہ بروقت نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیں تاکہ دوبارہ بھیجا جائے۔

سَعِیْرًا ۝ (النساء آیت ۱۰) ترجمہ - بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

(۲) وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِکُمْ اِنَّهٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝ (النساء آیت ۲) -

ترجمہ - اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا جاؤ یہ بڑا گناہ ہے۔

جس لڑکے کا باپ مر جائے۔ اس کے بڑوں کو تقید ہے کہ اس کے مال میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بدل نہ لیں اور احتیاط سے رکھیں۔ جب بالغ ہو تو حوالہ کریں۔

(۳) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۖ (بنی اسرائیل آیت ۳۴-) ترجمہ۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر جس طریقہ سے بہتر ہو۔ جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔

"یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہاں اگر اس کی حفاظت و نگہداشت اور خیر خواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں۔ جس وقت جوان ہو جائے اور اپنا نفع نقصان سمجھنے لگے۔ مال اسکے حوالے کر دو۔ (حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ)

اسی طرح کا حکم سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۲ میں ہے۔ جس کے حاشیہ پر حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں (مثلاً یتیم کے مال میں بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو نہ کہ نقصان پہنچانے کے خیال سے

(۳) مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ

(۱) وَلَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۱۸۸- ع ۲۲-) ترجمہ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

روزہ سے طہارت نفس مقصود تھی۔ اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے اور معلوم ہو گیا کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کیلئے ہے۔ اس کیلئے کوئی حد نہیں۔ جیسے چوری یا خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا قمار یا بیوع ناجائزہ یا سود وغیرہ۔ ان ذریعوں سے مال کا نا حرام اور ناجائز ہے۔

"نہ پہنچاؤ حاکموں تک" یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو ظالم حاکموں کو، یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ۔ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھالو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعوے کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو۔

(۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ (التوبہ آیت ۳۴) ترجمہ اے ایمان والو بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

احبار، یہودیوں کے علماء کو کہتے ہیں۔
رہبان، عیسائیوں کے عابدوں کو کہتے ہیں۔
مقصود آیت کا لوگوں کو برے علماء، گمراہ صوفیوں اور عابدوں سے ہوشیار کرنا ہے۔

حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں۔

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَّرُهْبَانُهَا

یعنی دین میں زیادہ فساد (۱) برے بادشاہوں (۲) برے عالموں اور برے صوفیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

"یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گزرا خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہہ دیں وہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اسی طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے، ٹکے بٹورنے اور اپنی سیادت و ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق سے روکتے ہیں۔ کیونکہ عوام اگر ان کے جال سے نکل جائیں اور دین حق اختیار کرلیں تو ساری آمدنی بند ہو جائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا۔ تاکہ متنبہ ہو جائیں کہ امتوں کی خرابی اور تباہی کا بڑا سبب تین جماعتوں کا خراب و بے راہ ہونا اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے یہ علماء مشائخ اور اغنیاء و رؤسا۔ ان میں سے دو کا ذکر تو ہو چکا۔ تیسری جماعت (رؤسا) کا آگے آتا ہے۔"

انہیں ہی تو دین فروشی سے روکا جا رہا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۫ وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ (البقرہ آیت ۴۱)

ترجمہ۔ اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور مجھ سے ڈرو۔

ناجائز ذرائع سے جمع کیا ہوا مال ہلاکت کا باعث ہوگا۔ ایسی سرمایہ داری سے کیا سود جس سے آخرت کی کھیتی تباہ و برباد ہو جائے

بداخلاق رئیس

وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِیْمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ ۝ اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ (القلم آیت ۸ تا ۱۴) ترجمہ اور قسمیں کھانے والے ذلیل کا کہا نہ مان۔ جو طعنے دینے والا۔ چغلی کھانے والا ہے۔ نیکی سے روکنے والا۔ حد سے بڑھا ہوا گنہگار ہے۔ بڑا اجڈ اس کے بعد بداصل بھی ہے۔ اس لئے کہ مال و اولاد بھی رکھتا ہے۔

حاصل کلام مال و اولاد کی فراوانی نے اس میں یہ عیوب پیدا کر دیئے ہیں۔

(۱) زیادہ قسمیں کھانے والا جھوٹا ہے۔ ذلیل ہے۔ بداخلاق ہے۔ لوگوں میں عزت حاصل کرنے کے لئے قسمیں کھاتا پھرتا ہے تاکہ لوگ اس کے جھوٹ کو قسمیں کھانے کے باعث سچا مان لیں۔

(۲) طعنے دینے والا۔ وہ ہر شخص پر طعن کرنے والا ہے۔ وہ کسی کی فضیلت اور خوبی کو مانتا ہی نہیں۔ اس قسم کے بناوٹی آدمی کی عام عادت ہے کہ نیکوں پر الزام دھرتا ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے گر جائے اور اسکی قدر ہوتی رہے۔ انسان کتنا بھی کامل ہو کوئی نہ کوئی نقص اس میں ضرور پایا جاتا ہے۔ یہ اس کی خوبیوں کو تو نظر انداز کر دیتا ہے اور نقصوں کو پھیلاتا ہے۔ قوم کا درد رکھنے والوں کے عیب نکالتا ہے۔ انہیں بے ہمت بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳) چغلی کھانے والا۔ لوگوں کی پیٹھ پیچھے عیب بیان کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کی غیبت کرتا ہے۔ اس طرح لوگوں میں لڑائی اور فتنہ فساد ڈالتا ہے۔

(۴) نیکی سے روکنے والا۔ یہ ممکن نہیں کہ یہ کسی کو کوئی اچھی چیز دے۔ کسی محتاج مسکین اور مستحق کو کچھ دے۔ بلکہ اچھے کام میں خرچ کرنے والوں کو بھی روک دیتا ہے۔ مثلاً لوگوں کو کہتا ہے خبردار۔ فلاں تحریک میں چندہ مت دینا۔ وہ تو اپنے پیٹ کے لئے کر رہے ہیں۔ صرف

اپنا فائدہ اور بزرگی منوانے کے درپے رہتا ہے۔

(۵) حد سے بڑھا ہوا اپنی قدر و قیمت نہیں پہچانتا۔ ظلم اور گناہوں میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ ظلم سے مال جمع کرتا ہے

(۶) گنہگار ہے۔ مال و دولت جمع کر کے گناہ کے کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ جوہر انسانی سے عاری ہو گیا ہے۔ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا بے کھٹکے بڑے کاموں میں ڈٹا رہتا ہے۔

(۷) عُتُلٍّ (اجڈ ہے) تندرست، طاقتور اور خوب کھانے والا زوردار شخص ہے۔ متکبر ہے۔ اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ کوئی شخص اس کے مقابلے میں نہیں آسکتا

(۸) بد اصل ہے۔ بدنام ہے۔ اچھے خاندان سے نسبت رکھنے سے انسانوں کو سوسائٹی میں اعلیٰ درجہ ملتا ہے لوگ اُسے معزز جانتے ہیں۔ اسکی نہ پیدائش ہی اچھے گھرانے کی ہے اور نہ ہی صاحب اخلاق ہے۔ اگر یہ دیندار اور با اخلاق ہوتا تو ادنیٰ گھرانے کی پیدائش کا حال کسی کو یاد نہ رہتا

بے دین

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ وَقُوۡدُ النَّارِ ۙ (آل عمران آیت ۱۰)۔

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گے اور وہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو شخص اس جہان میں دولت ایمان سے محروم رہا۔ آخرت میں اس کا مال اس کی اولاد اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ جس طرح دُنیا میں بے ایمان رہ کر دُنیا میں گھاٹے میں رہا۔ آخرت میں بھی زیاں کار ہوگا۔

تمسخر

اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ (مریم آیت ۷۷)

ترجمہ۔ کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

یعنی کفر کے باوجود آپ نے یہ جرأت دیکھی ایک کافر مالدار ایک مسلمان لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دول اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیئے تو بھی منکر نہ ہوں۔ اس نے کہا اگر مر کر جیوں گا تو یہی مال و اولاد وہاں بھی ہو گا تم کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے۔ کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے یا کفر کے باوجود اُخروی عیش و تنعم کے مزے اڑائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا

پاک دل

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوۡنَ ۙ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ؕ (الشعراء آیت ۸۸-۸۹)۔ ترجمہ۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہ دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

حاصل کلام قیامت کے دن کام آنے والی بات دل کا پاک ہونا ہو۔ پاک دل وہ ہے جو ایمان کی دولت سے لبریز ہو۔ صحیح عقائد کا حامل ہو۔ کفر، شرک، نفاق، ریا وغیرہ تاریکیوں سے دُور رہا ہو۔ کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کی ہو۔

ابولہب

آنحضرت صلی اللہ کا چچا تھا۔ خوبصورت بھی تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مال و اولاد بھی خوب دیا تھا۔ اس مال و دولت کے گھمنڈ پر ایمان نہ لایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دوزخ کا ایندھن بنا۔

مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ (اللہب) ترجمہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔

سرمایہ داروں کو اس سے سبق لینا چاہیئے اور تعلق باللہ درست کر لینا چاہیئے۔ مال و دولت اور جتھہ بندیاں عذاب الٰہی سے نہ چھڑا سکینگی۔

موت

سرمایہ دار جو مال و دولت کی فراوانی پر پھولا رہا ایمان باللہ اور عمل صالح سے کورا رہا۔ جب مر کر قبر میں جائیگا تو دیکھ لے گا

وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ (اللیل آیت ۱۱) ترجمہ۔ اور اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ جبکہ وہ گڑھے میں گرے گا۔

قیامت

آگے چل کر قیامت جب قائم ہوگی تو آنکھیں کھلیں گی اور پچھتائے گا۔

مَاۤ اَغۡنٰی عَنِّیۡ مَالِیَہۡ ۚ ہَلَکَ عَنِّیۡ سُلۡطٰنِیَہۡ ۚ ترجمہ۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی اب پچھتا رہا ہے کہ مال و دولت، جاہ و ریاست سب چھوٹ گئے۔ کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ جو جہنم سے چھٹکارا دلا سکے اب اس کے لئے صرف رونا ہی رونا ہے بگڑی اب نہیں بن سکتی ؎

اب کیا ہووت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

کافر

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ وَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ○ (آل عمران آیت ۱۱۶) ترجمہ بے شک جو کافر ہیں ان کے مال اور اولاد اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

بے ڈھنگا خرچ

یَقُوۡلُ اَہۡلَکۡتُ مَالًا لُّبَدًا ○ اَیَحۡسَبُ اَنۡ لَّمۡ یَرَہٗۤ اَحَدٌ ○

(البلد آیت ۷-۸) ترجمہ۔ کہتا ہے۔ کہ میں نے ڈھیروں مال برباد کر ڈالا۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔

یعنی شادیوں میں، ماتموں میں، نام کے جاہوں میں مال خرچنے کو بڑائی گنتا ہے اور خرچنے کی جگہ اور ہے (موضح القرآن)

یعنی رسولؐ کی عداوت۔ اسلام کی مخالفت اور معصیت کے موقع میں یونہی بے تکے پن سے مال خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے پھر اسے بڑھا چڑھا کر فخر سے کہتا ہے کہ میں اتنا کثیر مال خرچ کر چکا ہوں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی میرے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن آگے چل کر پتہ لگے گا کہ سب خرچ ہوا مال یونہی برباد گیا۔ بلکہ الٹا وبال جان ہوا۔ اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ جتنا مال جس جگہ جس نیت سے خرچ کیا ہے۔ جھوٹی شیخی بگھارنے سے کچھ فائدہ نہیں (حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّہَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ (البقرہ آیت ۲۷۴) ترجمہ۔ جو لوگ اپنے مال

اللہ کی راہ میں رات اور دن کو چھپا کر اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

مال و دولت سے آخرت میں فائدہ ان کو پہنچے گا جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور انکی نیتوں میں اخلاص ہے۔

جانؑ و مال کا سودا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لیے جنت ہے۔

مسلمانوں کو اس سودے کو بخوبی نباہنا چاہیئے اور اس سودے پر خوش ہونا چاہیئے جان و مال اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔ جب وہ مانگے تو پھر رکاوٹ کس بات کی ہے۔

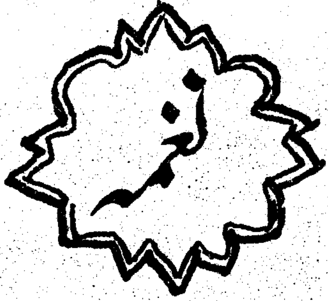
سچے مسلمان

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ٥ (الحجرات آیت ۱۵) ترجمہ بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے (مسلمان) ہیں۔

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کامل مومن وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی ہر بات کو تہ دل سے تسلیم کریں۔ اور پھر اس میں کبھی شک نہ لائیں اور اپنے مالوں اور جانوں کے خرچ کرنے میں بھی دریغ نہ کریں۔

دعا

یا اللہ ہمیں سچا مسلمان بنا۔ آمین۔



از اکرم شاد احمد پوری شرقیہ

محبت کے نغمے سُناتا چلا جا
کدورت دلوں سے مٹاتا چلا جا

اخوّت مروّت کی تعلیم دے کر
تو غیروں کو اپنا بناتا چلا جا

زمانہ تیری رہ میں کانٹے بچھائے
تو کانٹوں میں بھی مسکراتا چلا جا

عمرؓ کی روایات کو زندہ کر کے
علیؓ کی شجاعت دکھاتا چلا جا

جہاں میں تو اسلام کے دشمنوں کو
محمدؐ کا کلمہ پڑھاتا چلا جا

نظر رکھ تو اسلاف کی زندگی پر
انہیں مشعلِ راہ بناتا چلا جا

جہاں شورشیں باطلوں کی ہوں برپا
وہاں پرچمِ حق اُڑاتا چلا جا

نظر شادؔ آئے بھنور میں جو کشتی
کنارے پہ اُس کو لگاتا چلا جا

خدام الدین بذریعہ وی پی نہ منگوائیں۔ اس میں آپ کے سات آنے زائد خرچ ہوں گے۔

اسلام اور بھلائی کے کام

جناب مولانا عبدالوہاب صاحب (ملتان)

اسلام میں اس انسان کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ جو دوسروں کی تکلیفوں کو سہ لیتا ہو اور خود دوسروں کو تکلیف نہ پہنچاتا ہو۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورہ زمر رکوع ۲) یعنی صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

اور اسی طرح اللہ تعالےٰ نے متقی اور پرہیزگار جنتی انسان ان لوگوں کو بتلایا ہے کہ جو اپنوں پر غیروں پر یتیموں اور غریبوں پر حیثیت کے مطابق فراخی میں بھی اور تنگدستی میں بھی روپیہ پیسہ کپڑا روٹی محض رضائے الٰہی کی غرض سے دیتے رہتے ہوں۔ اور جب ان کو اپنے یا پرائے ستاتے ہوں۔ بُرا بھلا کہتے ہوں۔ بد سلوکی کرتے ہوں تو ان پر غصہ تو آ جاتا ہو۔ لیکن وہ ان کو کچھ نہ کہتے ہوں۔ بدلہ نہ لیتے ہوں۔ بلکہ غصہ کو پی جاتے ہوں اور ساتھ ہی ان کو معاف بھی کر دیتے ہوں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرتے ہوں۔ ان کے بارے میں قرآن کریم میں وارد ہوا ہے۔ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (آل عمران ع ۱۳)۔ اس آیت کا مطالعہ کیجئے اور غور کیجئے۔

نیز حدیث پاک میں بھی اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چنانچہ

(۱) ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب میدان محشر میں تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کر لیں گے تو ایک اعلان کرنے والے سے اعلان کرائیں گے کہ آؤ کہاں ہیں بزرگی اور فضیلت والے لوگ تو اس اعلان کو سن کر کچھ تھوڑے سے لوگ اُٹھیں گے اور تیزی سے جنت کی طرف چل پڑیں گے۔ تو راستے میں فرشتوں سے ملاقات ہو گی۔ وہ ان سے پوچھیں گے کہ اے لوگو! آخر بات کیا ہے کہ آپ لوگ بڑی تیزی سے جنت کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ میں کیا خصوصیت ہے؟ اس پر وہ لوگ فرشتوں کو بتائیں گے کہ ہم لوگ چونکہ اہل فضل ہیں۔ اس لئے جنت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اس پر وہ فرشتے سوال کریں گے کہ اہل فضل ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس پر وہ لوگ بتائیں گے کہ مطلب یہ ہے کہ جب دنیا میں ہم پر ظلم کیا جاتا تھا۔ ستایا جاتا تھا اور بُرا برتاؤ کیا جاتا تھا تو ہم لوگ اس کو سہ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر آج ہم لوگوں کو جلد ہی جنت میں داخل ہونے کا اعلان سنایا گیا ہے (ترغیب ترہیب للمنذری ص ۱۵۳ ج ۲)

واقعی ایسے عمل کرنے والوں کا اجر بڑا ہی اچھا ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز جب لوگ حساب کتاب کیلئے اکٹھے ہوں گے تو پہلے کچھ لوگ ایسے آئیں گے۔ کہ جنکی گردنوں پر تلواریں ہونگی۔ اور خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے اور جنت کے دروازے پر ان کا ایک ہجوم ہو رہا ہوگا۔ تو دوسرے لوگ یہ شان دیکھ کر دریافت کریں گے۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو ان کو بتلایا جائے گا۔ کہ یہ لوگ شہید ہیں جو زندہ تھے ان کو رزق دیا جاتا تھا اور اس کے بعد پھر اعلان ہوگا کہ خداوند تعالےٰ پر جن لوگوں کا اجر اور ثواب آتا ہو۔ وہ لوگ اپنا اپنا اجر حاصل کرنے کے لئے جنت میں داخل ہوتے جائیں۔ پھر ایک اور اعلان ہوگا کہ اب وہ لوگ آئیں جن کا اجر اور ثواب اللہ تعالیٰ پر آتا ہے۔ اس پر ایسے بہت سے لوگ اٹھ پڑیں گے جو لوگوں کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے اور جو لوگ ان کے حقوق مار لیا کرتے تھے۔ وہ ان کو معاف کر دیا کرتے تھے پھر اور بھی اسی طرح کے اعلان ہوں گے اور اسی قسم کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں اُٹھیں گے۔ اور بے حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (ترغیب ص ۱۲۲ ج ۲)

۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آج دنیا میں جو انسان کسی مسلمان کی کوئی مصیبت یا پریشانی دور کرائے گا۔ خداوند تعالےٰ کل قیامت کے دن اس کی مصیبت اور پریشانی دُور فرما دے گا۔ اور جو آج دنیا میں کسی تنگدست اور تنگ حال سے اس کی تنگدستی اور تنگ حالی دور کریگا خداوند تعالےٰ اس کی دنیا اور آخرت دونوں میں تنگدستی و تنگ حالی دور فرمائے گا۔ اور جو انسان اس دُنیا میں کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ خداوند تعالےٰ اس کے عیب پر دنیا اور آخرت میں پردہ ڈالیگا۔ اور انسان جبتک اپنے کسی مسلمان بھائی کو سہارا دینے میں لگا رہتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کو سہارا دینے میں لگے رہتے ہیں (ترغیب ص ۱۴۵)

۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا فرما رکھے ہیں کہ جو لوگوں کی ضرورتوں میں کام آتے ہیں کہ جب لوگوں کو ضرورتیں پیش آتی ہیں تو ان سے فریاد رسی چاہتے ہیں۔ یہی لوگ دراصل اللہ کے عذاب اور پکڑ سے محفوظ رہنے والے ہیں (ترغیب ص ۱۴۵ ج ۲)

۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی ضرورت میں چلنا دس سال اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور تمہیں معلوم ہو کہ رضائے الٰہی کی نیت سے ایک دن کے اعتکاف کی وجہ سے اللہ تعالےٰ اس کو جہنم سے تین خندقوں (کھائیوں) جتنا دُور فرما دیتے ہیں اور ہر خندق کی لمبائی اتنی ہوتی ہے جتنی کہ آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک

(ترغیب ص ۱۴۵ ج ۲)

۶۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میری مسجد (مسجد نبویؐ) میں دو مہینہ اعتکاف کرنے سے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں چلنا زیادہ بہتر ہے (ترغیب ص ۱۴۵ جلد ۲)

۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے لئے اسکی کسی ضرورت میں نکلا اور اس کو پورا کرکے چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کیلئے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں کہ وہ اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ کام دن کو کرایا ہے تو صبح سے شام تک اور اگر رات کو کرایا ہے تو شام سے لے کر صبح تک وہ فرشتے دُعا کرتے رہتے ہیں اور

اس سلسلے میں جتنے بھی قدم اُٹھتے ہیں۔ ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ (ترغیب ص۱۴۵ ج ۲)

۸۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز ایسا بھی ہوگا کہ میدان محشر میں کچھ لوگ جہنمیوں سے جدا ہوکر جنتی لوگوں کے پاس سے گذریں گے تو ان میں سے بعض شخص یہ بھی کہیں گے۔ کہ کیوں صاحب! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں وہی شخص ہوں کہ جس سے آپ نے فلاں وقت وضو کے لئے پانی مانگا تھا۔ تو میں نے آپ کو وضو کا پانی بھر کر دیا تھا۔ اس پر وہ جنتی اسکی سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسکی سفارش قبول کر لیں گے۔ اور بخش دیں گے۔ اسی طرح ایک اور دوزخی شخص جنتی شخص سے کہے گا۔ کہ کیوں صاحب آپ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ میں وہی تو ہوں جس کو آپ نے فلاں وقت اپنے کام کے لئے بھیجا تھا اور میں آپ کے کام کے لئے گیا تھا اور آپ کا کام بنایا تھا۔ اس پر وہ جنتی شخص اس کے لئے خداوند تعالیٰ کے یہاں سفارش کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو منظور فرمائیں گے (ترغیب ص۱۴۵ ج ۲)

۹۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو انسان اپنے کسی بھائی کے لئے اس کے کام میں جاتا ہے تو اس کو اپنے گھر سے جانے اور آنے میں ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں اور ستر ستر گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ پھر اگر اس نے اس کام کو پار لگا دیا تو گناہوں سے ایسا پاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ماں کے پیٹ کے پیدا ہونے کے دن پاک ہوا کرتا ہے اور اگر اسی دوران میں موت آ جائے تو بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ (ترغیب ص۱۴۵ ج ۲)

۱۰۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ کی خدمت مبارکہ میں لوگوں نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا کہ فلاں شخص ہمارے ساتھ سفر میں گیا تھا۔ وہ بڑا ہی نیک شخص تھا کہ جب وہ راستہ طے کرتے چلتا تھا تو کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا تھا اور جب کسی منزل پر قیام ہوتا تھا تو نماز میں مشغول ہو جاتا تھا۔ اس پر آپؐ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ بتاؤ۔ کہ اس کے مال و اسباب کی نگرانی کون کرتا تھا۔ اس کی سواری کے جانور کے چارہ کا انتظام کون کرتا تھا۔ اس پر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب چیزوں کا انتظام تو ہم ہی لوگوں کے ہاتھ میں تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم سب لوگ اس سے بہتر ہو۔ (ترغیب ص۱۴۵ ج ۲)

۱۱۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے گھر والوں میں سے کسی گھرانے پر خوشی داخل فرمائیگا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کر کے ہی راضی ہوگا (ترغیب ص۱۴۶ ج ۲)

۱۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی مظلوم کا حق دلائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پلصراط پر اس کے پاؤں کو جمائے رکھیگا۔ یعنی پار لگائیگا۔ واللہ اعلم (ترغیب ص۱۴۶ ج ۲)

۱۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کا کوئی کام اس لئے کر دیا۔ تاکہ وہ خوش ہو جائے تو اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

۱۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے کسی مصیبت کے مارے پریشان حال کی فریاد رسی کی تو اللہ تعالیٰ تہتر بخششیں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک بخشش کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا سارا کام درست ہوتا ہے اور بہتر بخششیں اس کو قیامت کے روز ملینگی۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

۱۵۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مخلوق خدا کی مثال اللہ تعالیٰ کے کنبہ جیسی سمجھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں وہی شخص زیادہ پیارا لگتا ہے۔ جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے (مشکوٰۃ ص۴۲۵ ج ۲)

۱۶۔ اسی طرح ایک موقعہ پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے بڑی اہمیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ سنو متوجہ ہو جاؤ! میں تم لوگوں کو وہ چیز بتلاتا ہوں۔ جس کا درجہ نماز سے زیادہ بڑا۔ جس کا درجہ روزہ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے سنو وہ چیز یہ ہے کہ جب کبھی دو مسلمانوں میں نا اتفاقی و ناچاقی ہو جایا کرے تو تم لوگ ان کے درمیان صلح صفائی کرا دیا کرو۔ تمہارا یہ عمل خداوند تعالیٰ کے نزدیک تمہاری نماز اور تمہارے روزہ سے زیادہ بہتر شمار ہوگا۔ (ترغیب ص۱۷۱ ج ۲)

۱۷۔ اسی طرح ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرائے گا۔ خداوند تعالیٰ اسکے کام درست فرما دے گا اور اس کو ہر اس بات کے عوض جو کہ اس نے اس سلسلے میں ان کے درمیان کی تھی ایک غلام آزاد کرنے کے مانند ثواب عطا کرے گا۔ اور جب وہ واپس لوٹیگا تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے گئے ہونگے (ترغیب ص۱۷۱ ج ۲)

۱۸۔ اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک ساٹھ سالہ عبادت گذار بندہ تھا۔ جس کی تمام نیکیاں ایک زناکاری کے بوجھ سے ہلکی پڑ گئی تھیں اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس کو جہنمی بنا دیا جائے لیکن اس کے مرنے کے وقت ایک نیکی ابھی وزن کرنی باقی تھی اور وہ نیکی یہ تھی کہ آخری وقت میں اس کے پاس ایک سائل نے آکر روٹیوں کا سوال کیا تھا تو اس کے پاس دو روٹیاں موجود تھیں۔ وہ روٹیاں سائل کو محض اس نیت سے دے دیں کہ شاید اللہ تعالیٰ انہی کو قبول کر لے اور مجھے بخش دے تو ان دو روٹیوں کو بھی اسکی نیکیوں میں شامل کر کے وزن کیا گیا تو اب اسکی نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (ترغیب ص۱۷۳ ج ۱)

۱۹۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ پہلے وقتوں میں ایک زناکار عورت تھی وہ کہیں چلی جا رہی تھی کہ اسکی نظر اچانک ایک کتے پر پڑ گئی جو پیاس کی وجہ سے بے حال ہو رہا تھا یہ دیکھ کر اس کو رحم آیا۔ اس نے اپنے پاؤں سے چمڑے کا موزہ اُتارا اور سر سے دوپٹہ اُتارا اور اس کو موزہ سے باندھ کر کنوئیں سے پانی کھینچا اور اس کتے کو پلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بدکار عورت کو اپنے فضل و کرم سے بخش دیا (مشکوٰۃ ص۱۶۸)

۲۰۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جنت میں خوشی کے مارے قلابازیاں کھاتا پھر رہا ہے اور اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اس نے ایک مرتبہ ایک ایسے درخت کو کاٹ کر راستہ صاف کیا تھا۔ جو

راستے میں ہونے کی وجہ سے آنے جانیوالے لوگوں کے لئے رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم ص۱۶۸)

۲۱۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی حاجتمند مسلمان کو کپڑے پہنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنت کے سبز جوڑے پہنائیگا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کے وقت کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنّت کے پھل فروٹ کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے وہ خاص شراب پلائے گا جو بے لوث اور بے نشہ ہوگی۔ جس کو کسی غیر نے چھُوا تک نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد ترمذی ص۱۶۹)

۲۲۔ اسی طرح آپؐ نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دیتا ہے تو اس وقت تک جبتک کہ پہننے والے کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں رہتا ہے (مشکوٰۃ بحوالہ امام احمد و ترمذی ص۱۶۹)

۲۳۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک سائل نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے۔ جس کی وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ کسی جان کو آزاد کرا دینا یا کسی گردن (قیدی) کو چھڑوا دینا۔ اگر تم میں اتنی حیثیت نہ ہو تو بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا۔ (ترغیب ص۱۴۲ ج۱)

۲۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پیٹ بھر کر پانی پلایا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے سات خندقوں (کھائیوں) جتنا دُور ہٹا دیں گے اور ہر خندق کی لمبائی اتنی بڑی ہوگی۔ جتنا کہ پانچ سو سال میں کوئی چلنے والا چل سکے۔ (ترغیب ص۱۴۲ ج۱)

۲۵۔ اسی طرح ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اس حالت میں اٹھینگے کہ اس دن ان پر اتنی برہنگی ہوگی کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسی برہنگی نہ دیکھی ہوگی۔ اور ایسی بھوک ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی بھوک نہ دیکھی ہوگی اور اتنی پیاس ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی پیاس نہ دیکھی ہوگی اور اتنی تھکن ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی تھکن نہ دیکھی ہوگی۔

پھر معاملہ یوں ہوگا کہ جس انسان نے دنیا میں محض رضائے الٰہی کے لئے کسی کو لباس پہنایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس روز لباس پہناویں گے اور جس نے دنیا میں کسی کو محض رضائے الٰہی کے لئے کھانا کھلایا ہوگا اس کو اس روز اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں گے اور جس نے دنیا میں محض رضائے الٰہی کیلئے کسی کو پانی پلایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس روز پانی پلا دیں گے۔ اور جس نے اور کوئی نیک کام برائے خدا کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس روز اس عمل کی وجہ سے بے پروا کر دیں گے۔ اور جس شخص نے اس دنیا میں کسی کو معاف کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس روز معاف کر دیں گے (ترغیب ص۱۴۲ ج۱)

غرضیکہ

اس قسم کے واقعات حدیث پاک میں اور بھی بہت سے آتے ہیں۔ جن سب کا خلاصہ یہی ہے کہ جو مسلمان کسی مخلوق خدا کے ساتھ زندگی کے کسی بھی شعبے میں بھلائی کرے گا۔ وہ بڑا اجر اور بڑا مرتبہ پائے گا۔ کسی کے ساتھ بھلائی کرنا وہ عمل ہے۔ کہ اس کے مقابلے میں سوائے ایمان کے شاید ہی کوئی نیک عمل درجہ رکھتا ہو۔ اس لیئے اس کا خیال رکھئے۔ اس پر عمل کیجئے۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ آخر میں دو قابلِ عبرت واقعات بیان کیئے جاتے ہیں۔ جن سے امید ہے کہ مسلمان بھائی ضرور سبق حاصل کریں گے۔

(۱)

یہی صاحب کتاب امام زکی الدین عبدالعظیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسی الترغیب والترہیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر بیان کیا۔ کہ حضرت! میرے گھٹنے میں یہ پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ اس کو سات سال گذر چکے ہیں میں اس کا بڑا علاج کرا چکا ہوں۔ لیکن آرام کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بہت سے اطباء سے اس کے بارے میں مشورے بھی لئے ہیں۔ لیکن کوئی مشورہ کارگر نہ ہو سکا۔ حضرت آپ ہی کوئی مشورہ دیجئے کہ کیا کروں جس سے مجھے شفا ملے۔ اس پر حضرت عبداللہ رح نے فرمایا اچھا جاؤ۔ تم ایک کام کرو۔ اس شہر میں یا کسی اور جگہ جہاں بھی لوگوں کو پانی کی ضرورت ہو۔ وہاں جاکر پانی کا ایک کنُواں کھدواؤ۔ مجھے امید ہے کہ جس روز اس کنوئیں میں پانی پھوٹیگا اسی روز تمہارے گھٹنے کے پھوڑے کا خون جاری ہونا بند ہو جائے گا۔ چنانچہ اس شخص نے ان کی بات پر عمل کیا۔ تو جس طرح انہوں نے بیان کیا تھا۔ اسی کے مطابق واقعہ پیش آیا اور اس کا زخم اچھا ہوگیا (ترغیب ص۱۷۵)

(۲)

دوسرا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حاکم ابوعبد اللہ کے چہرے پر ایک ایسا زخم پیدا ہو گیا تھا کہ جو بڑے علاج معالجہ کے باوجود بھی اچھا نہ ہوتا تھا۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ اسی طرح گذر گیا۔ پھر ایک روز انہوں نے اپنے استاد حضرت عثمانی صابونیؒ سے اس کا ذکر کر دیا اور عرض کیا کہ حضرت آپ ہی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں۔ اس پر حضرت نے جمعہ کے دن بھری مجلس میں دعا فرمائی اور اہل مجلس نے آمین کہی۔ پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو ایک عورت آئی اور مجلس کے بیچ میں ایک رقعہ ڈالا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے اس ابو عبد اللہ کے گھر جاکر بڑی دعائیں کیں۔ تو میں نے رات کو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اس حالت میں کہ گویا آپ مجھے یہ فرما رہے ہیں کہ حاکم ابوعبد اللہ سے کہہ دے کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے پانی کی فراہمی کر دے اس لئے میں یہ رقعہ ابو عبد اللہ حاکم کے پاس لے کر آئی ہوں۔ چنانچہ رقعہ کی بنا پر انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر ایک سبیل عام مسلمانوں کے پانی پینے کیلئے بنوائی اس میں پانی بھروا کر برف ڈالنے کا انتظام کرا دیا اور لوگوں نے پانی پینا شروع کر دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہفتہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ چہرے کے تمام زخم خشک ہونے شروع ہو گئے اور آخر وہ اچھے ہی ہو گئے۔ اور چہرہ پہلے کی طرح عمدہ ہو گیا اور اس کے بعد سالوں زندہ رہے (ترغیب ص۷۵ ج۱) بھائیو عبرت پکڑیئے۔

وما علینا الا البلاغ

غیبت کی بُرائیاں

جناب قاضی عبدالحفیظ صاحب مبارکپوری مُدرس ہائی سکول کالونی رحیم یار خاں

عزیز نونہالو! آج کی فرصت میں غیبت کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں :-

امید ہے کہ آپ لوگ اسے پڑھ کر غیبت جیسی بُری عادت کو ترک کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ساتھ ہی دوسرے بھائیوں کو اس عادت سے باز رہنے کی تلقین کریں گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جھوٹ کی طرح غیبت کا مرض بھی عام ہو چکا ہے۔ تم کو مشاہدہ سے معلوم ہوگا کہ عوام و خواص دونوں اس مرضِ خبیث کے شکار ہیں۔ چھوٹے بڑے جاہل، عالم سب اس مرض میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ کوئی جماعت کوئی سوسائٹی اس سے خالی نہیں۔ تم کسی مجلس میں نکل جاؤ۔ اکثر لوگوں کو دوسروں کی غیبت کرتا ہوا پاؤ گے۔ بلکہ آج جس طرح چائے کو مجلس کا لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی غیبت کے بغیر مجلس میں کیفِ نشاط پیدا نہیں ہوتا۔ اگر مجلس سے چائے کو نکال دیا جائے تو وہ روکھی پھیکی رہ جاتی ہے۔ اسی طرح مجلس سے غیبت کو نکالا جائے تو وہ بے رونق اور بے مزہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں غیبت کو جھگڑے اور فساد میں وہی درجہ حاصل ہے جو پانی کو پودوں کی پرورش میں۔ چنانچہ اکثر دو آدمیوں کے درمیان اختلاف غیبت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خصلت کی بڑی مذمت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟" صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول ؐ ہی اسے جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا! تمہارا اپنے بھائی کے متعلق ایسی باتیں کرنا غیبت ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں بیان کروں تو کیا یہ غیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اگر کسی کے عیب کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت ہے اور اگر کسی کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جو اس میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو غیبت کرنے والا اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا خدا تعالےٰ اس کی کتاب اٹھائے گا تو کوئی نیکی اس میں نہ ہوگی وہ کہے گا یہ میری کتاب نہیں۔ میں نے تو اطاعتیں کی تھیں اور یہاں کچھ نہیں۔ جواب ملے گا کہ تیرا عمل لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے جاتا رہا۔ دوسرا شخص کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالےٰ اس کی کتاب اٹھائے گا اس میں اطاعت دیکھی جائے گی جو اس نے کبھی نہیں کی۔ وہ کہے گا یہ میری کتاب نہیں۔ میں نے یہ عمل نہیں کیا۔ کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تیری غیبت کی تھی اس کی نیکیاں تجھ کو دی گئیں۔

فقیہ ابواللیث نے کہا ہے۔ جس شخص میں سات خصلتیں ہوں اس پر خدا کی رحمت نازل نہ ہوگی۔ اول مال جمع کی طمع۔ دوسرے بکثرت ہنسنا۔ تیسرے بلاوجہ آدمی کو تہمت لگانا۔ چوتھے غیر محرم کی طرف نظر کرنا۔ پانچویں شہوتوں میں غرق رہنا۔ چھٹے تکبیر اولےٰ کو فوت کرنا۔ ساتویں غیبت کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص غیبت کرے اور اپنے اُستاد کی حقارت کرے تو اللہ تبارک تعالےٰ اس کو بارہ بلاؤں میں مبتلا کرے گا۔ ۱۔ جو پڑھا ہو بھول جائے۔ ۲۔ اس کا رزق جاتا رہے۔ ۳۔ اس کی عمر کم ہو ۴۔ اور نیک لوگوں کی علامت اس کے چہرے سے دُور ہو جائے۔ ۵۔ اطاعت میں اس کو توفیق نہیں۔ ۶۔ شیطان کے مکر میں ہمیشہ غرق رہے۔ ۷۔ اس کا قلب حاضر نہ ہو۔ ۸۔ نزع کے وقت اس کی زبان بند ہو جائے۔ ۹۔ اور دنیا سے بے ایمان نکلے۔ ۱۰۔ اس کی قبر میں تنگی ہو۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں مختلف ہو جائیں۔ ۱۱۔ فاسقوں کے گروہ میں اس کا حشر ہو۔ ۱۲۔ اور دوزخ میں باقی رہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم کے نفس میں چار جوہر ہیں اور ان کو چار چیزیں زائل کر دیتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ عقل۔ دین۔ حیا اور نیک عمل اور جو ان کو زائل کرنے والی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ غُصہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اور بغض ترک کرنا دین کو زائل کر دیتا ہے اور غیبت عمل صالح کو دور کر دیتی ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے بچو کیونکہ اس میں پانچ عقوبتیں ہیں اوّل اس کے چہرے سے روشنی اٹھا لی جائیگی۔ اور (۲) اس کی دُعا قبول نہ ہوگی اور (۳) عبادت قبولیت کا درجہ نہ حاصل کر سکے گی۔ (۴) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلے دھڑ کو پیچھے کر دے گا (۵) اور وہ فرعون اور شداد کے ساتھ دوزخ میں رہیگا۔

حضرت علی رضؓ نے حضورؐ سے روایت کی ہے کہ غیبت کے واسطے دنیا میں لذت اور قیامت میں اس کا مرتکب دوزخ میں ڈالا جائیگا۔

حضرت حسن بصریؒ سے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے ایک طبق چھوہاروں کا اُسکی طرف بھیج دیا۔ اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ تو نے اپنی نیکیاں مجھے ہدیہ کر دی ہیں۔ یہ چھوہارے اس لئے نذر ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات ہم ایسی قوم پر گذرے جو اپنے پہلوؤں کا گوشت کاٹ کر نگل جاتے تھے اور پھر انہیں کہا جاتا کہ کھاؤ جو تم دنیا میں اپنے بھائیؐ کا گوشت کھاتے تھے۔ ہم نے کہا اے جبرئیلؑ وہ کون ہیں۔ عرض کیا آپؐ کی اُمت میں سے عیب ڈھونڈنے والے اور غیبت کرنے والے لوگ ہیں

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا ذکر ہے کہ وہ طعام کی طرف بلائے گئے۔ جب بیٹھے تو لوگوں نے کہا۔ کہ فلاں شخص نہیں آیا۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا کہ وہ بھاری ہے۔ تو ابراہیمؒ نے کہا۔ یہ میرے پیٹ نے ہی کیا کہ میں ایسے کھانے میں حاضر ہوا جس میں مسلمانوں کی غیبت کی جاتی ہے آپ اس پارٹی سے نکل گئے اور سات دن تک کچھ نہ کھایا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ مسجد میں بیٹھ کر بھی غیبت کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور ستم بالائے ستم یہ کہ لوگ غیبتوں کو پورے شوق اور توجہ سے سنتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ نہ وہاں سے خود اٹھتے ہیں نہ دوسرے کو منع کرتے ہیں

شیخ سعدیؒ کا نام تو آپ نے سنا ہوگا وہ بلا کے ذہین اور محنتی تھے۔ وہ ہر سوال کا جواب اس خوبی سے دیتے تھے کہ استاد بھی سن کر حیران ہو جاتے تھے مگر اس کے ہم جماعت اس کی لیاقت پر حسد کرتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ سعدیؒ نے اپنے استاد سے شکایت کی کہ جماعت کے لڑکے میری قابلیت کو دیکھ کر حسد کرتے ہیں اور دل ہی دل میں کُڑھتے رہتے ہیں اور مجھے بُرا بھلا بھی کہتے ہیں۔ اُستاد صاحب بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ تم اوروں کے رشک اور حسد کی شکایت کرتے ہو۔ مگر یہ بھی سمجھتے ہو۔ کہ دوسروں کی غیبت کرنا بھی گناہ ہے۔ شیخ سعدیؒ

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری نا/ ۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور " " " " D.B.O. ۲۷۳/ ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بقیہ غیبت کی برائیاں صفحہ ۱۵ سے آگے

بہت شرمندہ ہوئے اور آئندہ غیبت کرنے سے توبہ کرلی۔

بھائیو! تم بھی شیخ سعدیؒ کی طرح غیبت سے توبہ کرلو۔ اور آج ہی تہیہ کرلو۔ کہ آئندہ غیبت بالکل نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے والدین کو بھی یہ مضمون سناؤ۔ تاکہ وہ بھی غیبت سے باز رہیں۔

دعا

بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ خدائے برتر ہم سب کو غیبت جیسی بری عادت کو ترک کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین ثم آمین

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور، پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا